روزنامہ **الفضل** ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | بدھ ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ - ۲۰ ہجرت ۱۳۷۱ ہش - ۲۰ مئی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۱۷

رزق میں وسعت کا راز

جب خدا کے نام پر آپ سے مانگا جائے تو خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے حالات پر غور کر کے اس سے تعلق بڑھانے کے لئے، اس سے پیار کے رشتے قائم کرنے کے لئے پیش کیا کریں۔ پھر دیکھیں آپ کی تنگ دستیاں بھی دور ہونی شروع ہو جائیں گی۔ اور آپ کے رزق میں غیر معمولی وسعت ملے گی۔

(اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبّر ہوتا ہے۔ اس لئے تکبّر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیئے۔ بعض وقت یہ تکبّر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔ دولتمند متکبّر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبّر ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔

بعض وقت تکبّر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص غلط بولتا ہے۔ تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبّر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں۔ ان سب سے بچنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۱۳-۶۱۴)

"اگر انسان پورے درجہ کی صفائی نہیں کرتا اور کامل تبدیلی نہیں کرتا تو اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ اس دیوار میں سوئی کے برابر شگاف کر دیں خواہ ایسے سوراخ دس ہزار بھی کیوں نہ ہوں لیکن ان سوراخوں کے ذریعہ سے وہ روشنی اندر نہیں آجائے گی جو کل مکان کو خوب روشن اور منوّر کر دے۔ لیکن جب ایک اچھا روشندان اس میں کھولا جائے تو اس سے کافی روشنی اندر آئے گی اور سارے مکان کو منوّر کر دے گی۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۱۴)

طلباء کیلئے گرمیوں کی چھٹیوں میں خدمت دین کرنے کا سنہری موقعہ

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"میں طالب علموں سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ چونکہ گرمیوں کی چھٹیاں آرہی ہیں وہ ضرور وقف عارضی پر جائیں۔ ان کا علم بڑھے گا۔ جہاں وہ جائیں گے وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں نمونہ بننے کی کوشش کرنی پڑے گی اور اگر نوجوان اُن کے لئے نمونہ بنیں گے تو اُن پر بڑا اثر ہو گا کہ چھوٹی چھوٹی عمروں والے اس قسم کا کام کر رہے ہیں۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۶۸ء)

تمام طلباء کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور جلد از جلد فارم وقف عارضی پُر کر کے نظارت ہذا کو بھجوائیں۔ تاکہ وہ اس بابرکت تحریک میں شامل ہو کر اسکی برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں۔ فارم وقف عارضی نظارت ہذا یا اپنے حلقہ کے مربی صاحب سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی۔ ربوہ)

بچے کی تربیت میں سختی کی بجائے رحم کا سلوک کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"اے خدا تو اُن (والدین) کے اوپر رحم فرما اور میرے سلوک میں جو کمیاں رہ جائیں گی وہ تو اپنے رحم سے پوری فرما دے (۔) جس طرح بچپن میں یہ میری تربیت کرتے رہے تو ان کے ساتھ وہ سلوک فرما۔ اس دعا نے ایک اور حیرت انگیز مضمون کو ہمارے سامنے کھول دیا کہ والدین بھی جہاں تک خدا کا تعلق ہے اس کی تربیت کے محتاج ہیں اور (ان کو اُف بھی نہیں کہنا) کہنے کے ساتھ ان کی بشری کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو وہاں بھی خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی بہت ضرورت ہے اور انسان تو مرتے دم تک خدا کی ربوبیت کا محتاج رہتا ہے اس لئے یہ دعا بہت ہی کامل دعا ہے۔ اور اس کے یہ معنی بنیں گے کہ اے خدا! اگرچہ بظاہر ان کے اعضاء مضمحل ہو چکے ہیں۔ یہ کمزوری کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ طاقت کے بعد ضعف شروع ہو چکا ہے لیکن ضعف کے وقت زیادہ رحم کے ساتھ تربیت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جب میں بچہ تھا تو میرے والدین نے مجھ سے میرے ضعف کی وجہ سے رحم کا سلوک کیا۔ اور "صغیراً" کے لفظ نے بتا دیا کہ بڑے ہو کر رحم کا معاملہ اتنا نہیں رہا کرتا جتنا بچپن میں ہوتا ہے۔ بچپن کی کمزوری ہے جو رحم کا تقاضا کرتی ہے۔ بچے کو آپ ایک بات سکھاتے ہیں۔ چلانا سکھائیں تو بار بار وہ گرتا ہے۔ بولنا سکھائیں تو بار بار غلطیاں کرتا ہے۔ تتلاتا ہے۔ سبق پڑھائیں تو اس کو پڑھا ہوا سبق بار بار بھولتا چلا جاتا ہے۔ لفظ آپ رٹا بھی دیں تو پھر اگلی دفعہ جب سنتے ہیں تو اس لفظ میں پھر وہی غلطیاں کرنے لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ بچے کو پڑھانا اعصاب شکن ہوتا ہے اور حقیقت میں جب تک رحم کا معاملہ نہ کیا جائے۔ اس وقت تک بچے کی صحیح تعلیم نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بعض والدین جو جہالت سے حوصلہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ وہ بچپن سے بجائے رحم کے سختی کا معاملہ شروع کر دیتے ہیں اور سختی کے ساتھ بچے کی تربیت نہیں ہو سکتی۔ اس میں بغاوت پیدا ہو جاتی ہے اس میں سخت ردّ عمل پیدا ہوتے ہیں اور بجائے اس کے کہ اس کی تربیت ہو اس کے اندر بچپن سے نقائص بیٹھ جاتے ہیں پس اس آیت کریمہ نے اس حکمت کو بھی ہمارے سامنے روشن کر دیا کہ وہ والدین جو اچھی تربیت کرنے والے ہوں وہ بچپن میں رحم کے ساتھ تربیت کیا کرتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ مئی ۱۹۹۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰۔ ہجرت ۱۳۷۱ ہش ۲۰۔ مئی ۱۹۹۲ء

دوسروں کے کام آئیے

یہ بات تو ظاہر و باہر ہے کہ انسان اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اسے دوسروں کے ساتھ مل کر رہنا ہے۔ اس کا دوسروں کے ساتھ کیسا بھی سلوک ہو۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر اسے دوسروں سے الگ کر دیا جائے۔ اکیلا چھوڑ دیا جائے۔ تو اس کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ اور وہ ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دے گا۔

بعض لوگ اس بات کو تو خوب سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اکیلے نہیں رہ سکتے دوسروں کے ساتھ رہنے کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ دوسرے ان کے کام آئیں۔ بلکہ وہ دوسروں کو یہ بات جتائیں گے بھی کہ انسان ہی انسان کے کام آتا ہے۔ یا جس طرح کہتے ہیں بندہ بندے کا دارُو ہوتا ہے۔ لیکن ذرا سا غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ وہ صرف دوسروں سے کام لینے کے عادی ہیں۔ خود کسی کے کام آنے میں یا اپنی سُبکی تصور کرتے ہیں۔ یا اسے ہمت سے بالا سمجھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ بھائی مجھ سے تو یہ کام نہیں ہوتا۔ اور اگر ہر شخص کو نہیں تو اکثر کو یہی جواب دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ مل کر رہنے کا مطلب تو یہ ہے کہ ہم دوسروں کے کام آئیں اور دوسرے ہمارے کام آئیں اور معاشرہ کو زیادہ حسین بنانے کے لئے اگر یہ سوچ لیں۔ اور سمجھ لیں۔ کہ ہمیں جتنا دوسروں سے کام لینا ہے اس سے زیادہ ان کے کام آنا ہے۔ تو یقیناً دو طرفہ تعلقات بھی بہتر ہونگے۔ اور ایک دوسرے کی ضروریات بھی احسن طریق پر پوری ہونگی۔ اور یہی خدا تعالیٰ کا منشاء ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"جب انسان خدا تعالیٰ کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا۔ اور اس کے وجود سے کوئی فائدہ دوسرے لوگوں کو نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ خس کم جہاں پاک کے موافق اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔"

حضرت کے اس ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ اصل زندگی۔ اور زندگی کہلانے کے قابل زندگی۔ تو یہی ہے کہ انسان دوسروں کے کام آئے۔ خدا تعالیٰ بھی اسی کیفیت کو کام کی بات کہتا ہے۔ ایسا نہ کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔ تو کیا یہ بات ہم سب کے لئے مشعلِ راہ نہیں ہے کہ ہم اپنی زندگی کو کام کی زندگی بنانے کے لئے اور اللہ کی نظر میں مفید بننے کے لئے دوسروں کے کام آئیں۔ یقیناً دوسروں کے کام آنے سے ہمارے کام بھی احسن طریق پر ہوتے جائیں گے۔

ہے تشخص ترا حیا سوزی
طُرّۂ امتیاز ہے گالی
تجھ کو چھوٹے بڑے کی کیا پہچان
تُو نے مٹّی ہر ایک پر ڈالی

ــــــــ ابوالاقبال

میری دُعا کا نصیب

یہ مِری دُعا کا نصیب ہے کہ نہیں اثر سے کچھ اختصاص
میرے سَر سے ہو مجھے کیا گلہ کہ نہیں جگر سے کچھ اختصاص

کسی بوالہوس کو نہ تھا نہ ہے میرے سنگِ دَر سے کچھ اختصاص
مِرے آستانہ کو ہے اگر تو ہے میرے سَر سے کچھ اختصاص

تیری چشمِ مست نے دَرد مند ہزار ہا کو بنا دیا
نہ خصوصیت مِرے دل سے ہے نہ مِرے جگر سے کچھ اختصاص

ہے اسی میں عافیت و اماں ہے اسی میں حفظِ سکونِ جاں
کہ نہ ہو تجلّئ حُسن کو دلِ بے خبر سے کچھ اختصاص

نہیں ان کو مجھ سے خصوصیت نہ ہے میرے نام سے کچھ غرض
تو پھر ان سے اس کا گلہ ہی کیا نہیں نامہ بر سے کچھ اختصاص

نہ صعوبتوں سے گلے ہمیں یہ ہیں گردِ رہ سے شکایتیں
یہ وہ ہم سفر ہیں جنہیں نہیں کسی ہم سفر سے کچھ اختصاص

مِرا دردِ دل جو مٹا سکے وہی چارہ ساز مِرا بن گئے
مجھے دوستو نہیں اسلئے کسی چارہ گر سے کچھ اختصاص

تِری چشمِ قہر بھی دیکھ لی تِری چشمِ مہر بھی دیکھ لی
نہ ہے اس نظر سے کوئی خطر نہ ہے اس نظر سے کچھ اختصاص

تِرے کُوچہ سے جو مجھے، بِلا میرا دل ہی اس کو ہے جانتا
مجھے کیوں نہ ہو میرے مقتدا تیری رہگذر سے کچھ اختصاص

وہ دکھا دکھا کے تجلّیاں مجھے دی ہیں جس نے تسلّیاں
مِرے دل کو گوہر خستہ جاں ہے اسی قمر سے کچھ اختصاص

ذوالفقار علی خان گوہر

قائدینِ کرام!!
تمام ناخواندہ خدام کو ۳۰ جون تک خواندہ بنانا ہماری ذمہ داری ہے
ــــــــ (مہتمم تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی ہے

تلقین عمل

فرمایا۔ جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ اب کثرت سے ہمارے نوجوان غیر ممالک میں دعوت الی اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ جب میں نے شروع میں وقف زندگی کی تحریک کی تھی تو اس وقت چار پانچ سو آدمیوں نے اپنے نام پیش کئے تھے۔ لیکن سب کے سب ایسے نہیں ہوتے کہ ان سے بیرونی ممالک میں دعوت الی اللہ کا کام لیا جا سکے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے تقویٰ اور اخلاص کی وجہ سے نام تو پیش کر دیتے ہیں لیکن ان کی عمر اتنی ہو چکی ہوتی ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے وہ کوئی محنت کا کام نہیں کر سکتے۔ اور ایسی کمزوری کی حالت میں انکو باہر کام کے لئے نہیں بھجوایا جا سکتا۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ایسے اہم کاموں پر لگے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ پر اپنی ضرورتوں کو پورا کر رہے ہوتے ہیں کہ اگر انکو دوسری جگہ کام پر لگایا جائے تو سلسلہ کے کاموں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور جو کام ہم ان سے لینا چاہتے ہیں وہ ان سے کم علم اور کم تجربہ والا بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے ان کو انکی جگہ سے ہلانا عقل کے خلاف ہوتا ہے وہ اپنی حیثیت اور تجربہ کے لحاظ سے اس جگہ رہتے ہوئے زیادہ قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جو کام ہم ان سے لینا چاہتے ہیں وہ ایک عام آدمی ۸۰ یا ۹۰ روپے لے کر کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص جو دو اڑھائی ہزار روپیہ ماہوار لیتا ہے وہ اتنا چندہ بھی دے دیتا ہے کہ اس سے ایک اور آدمی رکھا جا سکتا ہے اور پھر وہ اپنی جگہ سلسلہ کی ضرورتوں کے مطابق اہم کام کر رہا ہوتا ہے۔ پھر بعض واقفِ زندگی ایسے ہیں کہ ان میں وقف کی اہلیت ہی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری ہم پر ڈالی ہے کہ ہم عقل سے کام لیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں وقف کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی قابلیت نہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے جوش میں آکر اپنے آپ کو وقف کر دیا لیکن درحقیقت ان میں قربانی کا مادہ نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ان پر کوئی مصیبت آئے گی تو ان کا قدم پھسل جائے گا اور وہ خدا کے حضور گناہ گار بنیں گے۔ پھر کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی تعلیمی حالت اچھی نہیں اور ہمیں عموماً تعلیم یافتہ لوگوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ گو کبھی کبھار ان پڑھ لوگوں کے لئے بھی موقعہ نکل آتا ہے۔ لیکن فی الحال تحریک جدید کے کام ایسے ہیں جن میں اکثر پڑھے لکھے آدمیوں کی ضرورت ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کی عمر ابھی چھوٹی ہے۔ اور وہ پرائمری یا مڈل میں پڑھ رہے ہیں۔ اور ہمیں ضرورت ہے مولوی فاضل یا گریجوایٹوں کی اس لحاظ سے فی الحال ہمارے کام نہیں آسکتے۔ ان سب قسموں کے آدمیوں کو نکال کر ہمارے پاس کل سو ڈیڑھ سو آدمی ایسے ہیں جو ہمارے کام آ سکتے ہیں۔ ان میں سے سو کے قریب تو کام پر لگ چکے ہیں۔ اور کچھ باقی ہیں۔ وہ بھی عنقریب کام پر لگ جائیں گے۔

چونکہ پہلے ہمارے پاس کافی لوگوں کے نام جمع ہو گئے تھے اس لئے میں نے وقف کرنے کی تحریک چھوڑ دی تھی۔ میں سمجھتا تھا کہ ان کے کام پر لگنے تک ہمارے اور طالب علم ان کی جگہ آجائیں گے لیکن پچھلے سال جتنے آدمی ہمارے باہر گئے ہیں او دوسرے کاموں پر لگے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ جو آدمی ہمارے پاس ہیں وہ بھی بہت جلد ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے مجھے یہ ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ میں پھر وقفِ زندگی کی تحریک جماعت کے سامنے پیش کروں میں نے جنگ سے واپس آنے والے نوجوانوں کو یہ تحریک کی تھی کہ وہ اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور کوئی وقف نمبر ا میں آجائے اور کوئی وقف نمبر ۲ میں آجائے۔ پہلے انہوں نے انگریزوں کے مفاد کے لئے یا اپنی قوم اور ملک کے مفاد کے لئے اپنی جان پیش کی تھی۔ اب کیا وجہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر (ــ) اور دین حق کی خاطر اپنی جانیں پیش نہیں کر سکتے۔ یہ قربانی تو اس قربانی سے زیادہ شاندار ہے۔ اس طرح ان کا دین بھی اچھا ہو جائے گا اور دنیا بھی اچھی ہو جائے گی۔ جب وہ دین کی خدمت کریں گے تو خود بخود انکی دینی حالت اچھی ہو جائے گی اور دنیا اس طرح اچھی ہو جائے گی کہ انہیں جماعت کی طرف سے بھی گذارہ ملتا رہے گا۔ اور وہ قسم قسم کے تفکرات سے نجات حاصل کر کے یکسوئی کے ساتھ خدمت کرتے رہیں گے۔ میری اس تحریک پر ایک کافی تعداد ایسے لوگوں کی نکلی ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں۔ اور ہمیں یہ تجربہ ہوا ہے کہ فوجی لوگ عام لوگوں کی نسبت زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ ان کو مختلف علاقوں میں جانے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس لحاظ سے ان کا علم بھی دوسرے لوگوں سے زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ اور وہ طاقت اور ہمت کے کام سے گھبراتے نہیں کیونکہ جو شخص سپاہی بھرتی ہوتا ہے اس کو یہ علم ہوتا ہے کہ میں نے جان دینی ہے۔ اور یہ بات ہر وقت اس کے مدنظر رہتی ہے کہ آج نہیں تو کل اس کی باری آجائے گی۔ یہ خیال انکی ہمت اور حوصلے کو بڑھا دیتا ہے اور ان کو نڈر اور دلیر بنا دیتا ہے۔ پھر غیر ممالک کے طرز زندگی سے وہ واقف ہو جاتے ہیں۔ کسی نے برما دیکھا ہوتا ہے۔ کسی نے ملایا دیکھا ہوتا ہے۔ کسی نے جاپان دیکھا ہوتا ہے۔ کسی نے چین دیکھا ہوتا ہے کسی نے انڈونیشیا دیکھا ہوتا ہے۔ کسی نے آسٹریلیا دیکھا ہوتا ہے کسی نے یورپ کے بعض حصے دیکھے ہوتے ہیں۔ کسی نے اٹلی اور یونان دیکھا ہوتا ہے کسی نے شمالی افریقہ کے بعض حصے دیکھے ہوتے ہیں۔ کسی نے شام، مصر اور فلسطین دیکھا ہوتا ہے۔ ان کے دیکھنے سے ان کی روح میں تازگی اور بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ زیادہ سمجھنے اور سوچنے کے قابل ہو جاتے ہیں اس لئے یہ لوگ ہمارے تجربہ کے مطابق زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔

ابھی ہزاروں ہزار نوجوان باقی ہے جنہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ ان کو بھی توجہ کرنی چاہیئے اور دوسرے دوستوں کو بھی توجہ دلانی چاہیئے۔ گو فوج میں اکثر حصہ ان پڑھوں کا ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر نوجوان پڑھے لکھے ہیں۔ ایسے لوگ اگر فارغ ہونے کے بعد اپنی زندگی دین کے لئے وقف کر دیں تو بہت مفید وجود ثابت ہو سکتے ہیں بالخصوص تجارت میں یہ لوگ بہت زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ مختلف علاقوں میں رہتے ہیں۔ مختلف لوگوں سے انکو واسطہ پڑتا ہے۔ مختلف قسم کی زبانیں سیکھ جاتے ہیں مختلف قسم کے لباس پہننے اور دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ مختلف قسم کے لوگوں سے سودا خریدنے کا موقعہ ملتا ہے۔ مختلف شکلوں سے آشنائی ہوتی ہے۔ اور انہیں اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی شکل کا آدمی خوش اخلاق ہوتا ہے اور اس قسم کی شکل کا آدمی بداخلاق ہوتا ہے۔ لیکن ایک گاؤں میں رہنے والا آدمی ایک ہی تہذیب کے لوگوں سے ملتا جلتا ہے ایک جیسے دکانداروں سے سودا خریدتا ہے۔ اور ایک قسم کا لباس دیکھتا ہے اور ایک قسم کی زبان روزانہ سنتا اور بولتا ہے۔ اس لئے اس کا تجربہ زیادہ وسیع نہیں ہوتا لیکن ایک تاجر کو مختلف قسم کی زبانیں بولنی پڑتی ہیں اور چھاؤنیوں میں تو دکانداروں کی زبان عجیب قسم کی ہو جاتی ہے۔ لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی گورا نیا نیا ہندوستان آیا۔ اس کو کسی نے بتا دیا کہ ہندوستانی دکاندار جھوٹے ہوتے ہیں اور وہ جو قیمت بتاتے ہیں اس سے کچھ کم کر کے بھی لے لیتے ہیں اس لئے دکاندار کو قیمت کم کرنے کے لئے ضرور کہنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ گورا کوئی چیز خریدنے کے لئے دکان پر گیا اور دکاندار سے وہ چیز لے کر اس سے قیمت پوچھی دکاندار نے اس کی قیمت ایک روپیہ بتائی اس نے کہنا شروع کیا اچھا دو آنے لے لو۔ اس طرح آہستہ آہستہ دو دو آنے بڑھانے شروع کئے۔ دکاندار کو غصہ آیا وہ گورے کو کہنے لگا صاحب ٹیکنی ہے تو ٹیک نہیں تو اپنا راستہ دیکھ۔ یعنی صاحب اگر آپ نے لینی ہے تو لے لیں نہیں تو اپنا رستہ پکڑیں گویا اس نے ٹیک (TAKE) اور باقی پنجابی ملا کر اپنا مفہوم ادا کر لیا تو فوجیوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ زبان آتی ہو یا نہ آتی ہو وہ مختلف زبانیں ملا کر بھی اپنا مقصد پورا کر لیتے ہیں۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ ہم صحیح زبان بول رہے ہیں یا غلط بول رہے ہیں۔ پس ایسے لوگ اگر سلسلہ کی خدمت کے لئے آگے آجائیں تو مفید کام کر سکتے ہیں وہ لوگ جو اس وقت ہم نے کام پر لگائے ہیں وہ کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ گو ابھی انکی کامیابی ایسی نہیں کہ جماعت کو نظر آسکے۔ لیکن کہتے ہیں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ دیر کے بعد ان کی کامیابی جماعت کے سامنے آجائے گی۔

(حضور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ فروری ۱۹۴۷ء میں یہ باتیں بیان فرمائیں)

قرآن کریم کا بغور مطالعہ

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے ... قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۹۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیمرہ شائق

وِمنز اون (WOMENS OWN) اور درخشاں میمن کے شکریہ کے ساتھ۔ (ادارہ)

درخشاں میمن کہتی ہیں: میں نے ٹکٹیں اکٹھی کرنے والوں کے متعلق تو سن رکھا تھا۔ بچپن کے شوق کے سلسلے میں نہیں۔ بلکہ نہایت سنجیدہ ٹکٹیں اکٹھی کرنے والے۔ میں نے یہ بھی سن رکھا تھا کہ لوگ پرانے زیورات اکٹھے کرتے ہیں۔ میں ایک دفعہ ایک ایسے شخص سے بھی ملی جو عینکیں اکٹھی کرتا تھا۔ وہ البم جان کو بہت پسند کرتا تھا۔ لیکن میں نے یہ کبھی نہیں سنا تھا اور نہ کبھی کسی ایسے شخص سے ملی تھی جو کیمرے اکٹھے کرتا ہو۔ مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہوئی اور میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ میں اس شخص سے جو کیمروں کا شائق ہے ضرور ملوں گی۔ سلیمان طاہر جنہوں نے۔ ایم۔ بی۔ اے پاس کیا ہوا ہے اور جو "پراپرٹی ڈیلنگ" کا کام کرتے ہیں بہت مصروف۔ سماجی زندگی گزارنے والے ہیں۔ فوٹوگرافی کا انہیں بہت زیادہ شوق ہے اور اس کے علاوہ وہ فوٹوگرافی سے تعلق رکھنے والے ہر ساز و سامان کو اکٹھا کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ ان کے پاس تقریباً دو سو کیمرے ہیں اور یہ کوئی آسان بات نہیں ہے کہ انسان کے پاس اتنے کیمرے جمع ہو گئے ہوں۔ انہوں نے اپنی اس ہابی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں فلم کی قیمت کی اتنی اہمیت نہیں ہے جتنی وقت اور موقع کی۔

انہیں فوٹوگرافی کا یوں شوق پیدا ہوا کہ ان کے ماموں نے انہیں ایک کیمرہ دیا اور یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے یہ کیمرہ کوڈک کونٹینا تھا اور اس کے ملنے پر انہوں نے فوٹو لینے شروع کئے البتہ ۱۹۸۰ء میں انہوں نے خود ایک کیمرہ خریدا جو ایس۔ ایل۔ آر کینن۔ اے۔ ون تھا۔ اور چند مہینوں کے اندر اندر انہیں محسوس ہوا کہ وہ فوٹوگرافی کے متعلق خوب جی بھر کر مطالعہ کرتے ہیں اور اس کی مختلف کیفیات سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جدید کیمروں کی طرف انہوں نے اپنے آپ کو راغب پایا۔ یہی وہ بات تھی جس نے اسے فوٹوگرافی کے سفر پر رواں دواں کر دیا اور اس دن سے لے کر آج تک وہ فوٹوگرافی کی باتیں کرتے ہیں۔ فوٹوگرافی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ وہ فوٹوگرافی کی زندگی بسر کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرے خاندان کے افراد اس بات کی گواہی دیں گے اگرچہ کسی قدر انقباض کے ساتھ۔ اس ہابی میں کونسی مشکلات درپیش ہوتی ہیں جو انہیں بھی درپیش ہیں اور بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی۔ انہوں نے بتایا کہ فنانس اس کی سب سے بڑی مشکل ہے۔ کیمرے بڑی مہنگی مشین ہوتی ہیں۔ انہیں باہر سے پرسنل بیگیج ہی میں لایا جا سکتا ہے درآمد نہیں کیا جا سکتا۔ سلیمان نے بتایا کہ کیمروں کو چالو رکھنے کے لئے اور انہیں صاف اور پھپھوندی سے مبرا رکھنے کے لئے خاص طور پر گرم اور نمدار ہوا کے علاقے میں جیسا کہ کراچی ہے دقت بھی لگتا ہے اور روپیہ بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے علاوہ توجہ جو اس کام کے لئے درکار ہے اس کا دینا بھی کوئی آسان کام نہیں انہیں بار بار ہوا لگوانی پڑتی ہے ان کی سروس کروانی پڑتی ہے اور نمی سے انہیں محفوظ رکھنا پڑتا ہے اور یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ بار بار ان کو کلک کر کے دیکھا جائے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ وہ صحیح طور پر کام کر رہے ہیں

آپ کے پاس کل کتنے کیمرے ہونگے درخشاں میمن نے پوچھا، تو انہوں نے بتایا کہ میرے پاس دو سو کیمرے ہیں۔ لیکن کیمرے اکٹھے کرنے میں کیمروں کی تعداد کو اہمیت نہیں بلکہ ان کی ورائٹی زیادہ اہم بات ہے۔ پھر اس کے علاوہ ہر کیمرے کے کئی لینز ہوتے ہیں اور کئی دوسرے ساز و سامان جو اس کے ساتھ لگا کر تصویریں لی جاتی ہیں۔ اپنے اس مجموعے سے بعض کیمرے منتخب کرتے ہوئے انہوں نے مجھے وہ کیمرے دکھائے جو انہیں خاص طور پر پسند ہیں انہوں نے کہا میرے پاس خاصی تعداد میں مختلف اقسام کے کیمرے ہیں۔ ایک رائل روبی ہے جو چوبی کیمرہ ہے اور جسے تھارنٹن THORNTON پکرڈ (انگلینڈ) نے بنایا ہے۔ اس کے نیگیٹیو ۱۰×۱۲ انچ ہیں۔ ایک اور برطانوی کیمرہ ہے۔ انسائن سپیشل (ENSIGN) جس کے نیگیٹو ۴¼ × ۳¼ انچ ہیں۔ یہ دونوں ایسے کیمرے ہیں جو آج سے ایک سو سال قبل بنائے گئے تھے۔ ان دونوں کی دھونکنیاں کپڑے کی ہیں اور باقی حصہ مہاگنی کی لکڑی کا ہے یا پیتل کا۔ چھوٹے کیمروں میں سے ایک MINOX - SPY کیمرہ یہ جنگ کے دنوں کا کیمرہ ہے۔ برطانوی بڑے بڑے کیمرے تو خاصے بوجھل ہیں ان میں ایسے بھی ہیں جن میں سے ایک ایک کیمرہ پانچ کلو کا ہے اور اتنے چھوٹے بھی ہیں جن کا وزن صرف تین اونس ہے۔ میرے پاس اتنے بڑے کیمرے بھی ہیں جو چار فٹ لمبے اور اتنے چھوٹے بھی ہیں جو صرف سوا دو انچ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ کیمرے مختلف سائز میں ملتے ہیں۔ اور ان کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں کیمرہ تو ایک جوتے کے ڈبے سے بھی بنایا جا سکتا ہے اور اس سے خاصی اچھی تصویریں لی جا سکتی ہیں۔ البتہ تصویر لینے کے لئے حالات مناسب ہونے چاہئیں۔

سب سے زیادہ قیمتی کیمرہ سویڈن کا ہے جس کی قیمت دو لاکھ ۴۰ ہزار روپے ہے۔ اور آپ ایک ایسا کیمرہ بھی خرید سکتے ہیں جس سے تصویر لی اور پھینک دیا۔ اس کے ساتھ فلم بھی ملتی ہے اور فلم اور کیمرے کی قیمت ۱۷۵ روپے ہے۔ نہایت جدید اور مشہور کیمرے جاپان سے آتے ہیں میرے پاس سب سے بہتر کیمرہ میکان ایس ۴ MIKON ہے جس سے ۳۵ ایم ایم فوٹوگرافی کی جاتی ہے اور یہ پیشہ ورانہ فوٹوگرافی کا کیمرہ ہے۔

درخشاں میمن نے پوچھا کہ وہ اپنی اس قیمتی کلکشن کو کہاں رکھتے ہیں تو سلیمان طاہر نے بتایا کہ کیمرے بڑی نازک مشین ہوتے ہیں اور ان کے لینز تو اور بھی زیادہ نازک ہوتے ہیں۔ آب و ہوا کا بھی اثر پڑتا ہے اور گرد و غبار کا بھی اور اس کے علاوہ پھپھوندی بھی انہیں لگ سکتی ہے۔ انہیں ایسی جگہ رکھنا پڑتا ہے جہاں گرد و غبار نہ ہو جہاں گرمی نہ ہو اور نمی نہ ہو اور جہاں ہوا لگتی رہے اور انہیں سورج کی روشنی میں بھی رکھنا پڑتا ہے۔ گرمی اور نمی اور ایسی ہوا جو گھٹن پیدا کرتی ہے اس سے پھپھوندی لگنے کا خطرہ رہتا ہے اور پھپھوندی لینز کی قاتل ہے۔ میں اپنے کیمروں کو سٹیل اور شیشے کی ایسی درازوں میں رکھتا ہوں جہاں ہوا داخل نہیں ہو سکتی اور میرے بعض کیمرے جنہیں نادر الوجود کہا جا سکتا ہے بنک کے لاکرز میں رکھے جاتے ہیں۔ اور گلہ ہے لگتا ہے انہیں ہوا لگوائی جاتی ہے درخشاں میمن کہتی ہیں کہ میں نے اس حیرانگی کا اظہار کیا کہ وہ ان کیمروں کو استعمال بھی کرتے ہیں۔ یا عجائب گھر کی چیزوں کی طرح انہوں نے ان کیمروں کو رکھا ہوا ہے۔ جب انہوں نے یہ سوال پوچھا تو انہیں پتہ چلا کہ سلیمان طاہر ایک بہت اچھے فوٹوگرافر بھی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ چند ایک پرانے کیمرے اب استعمال میں نہیں آتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کیمروں کے لئے فلم تیار نہیں کی جاتی پوچھا گیا کہ آپ کس قسم کی فوٹوگرافی کرتے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ میں نے تقریباً ہر قسم کی فوٹوگرافی کا تجربہ کیا ہے۔ فیشن تجارت۔ مناظر کھیلیں وغیرہ وغیرہ اور میں نے ٹیلی فوٹو سے بھی تصویریں لی ہیں۔ میرے پاس سب قسم کی فوٹوگرافی کے لئے ساز و سامان موجود ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے پورٹریٹ اور غروب آفتاب کے مناظر زیادہ پسند ہیں۔ کراچی میں بیچ پر غروب آفتاب کا نظارہ نہایت خوبصورت لگتا ہے۔

انہیں اس بات سے کس قسم کی تسلی یا تسکین حاصل ہوتی ہے اور کیا جدید ٹیکنالوجی پرانی ٹیکنالوجی سے بہتر ہے۔ درخشاں میمن نے یہ بات کی تو انہیں بتایا گیا کہ گذشتہ ۱۵۲ سالوں میں فوٹوگرافی کے لئے کیمرہ بہت دور آگے نکل آیا ہے۔ پہلے جوتے کے ڈبے میں پن سے ایک سوراخ کر کے کیمرہ بنایا جاتا تھا۔ اس میں فلم چڑھائی جاتی تھی اور اب تو آٹو وائنڈ آٹو فوکس آٹو ایکسپوژر۔ آٹو بریکٹنگ۔ آٹو ری وائنڈ۔ کمپیوٹرائزڈ۔ ایس۔ ایل۔ آر۔ جاپان کا تازہ ترین کیمرہ ہے۔ موجودہ زمانے کے کیمرے بھی اسی طرح تصویریں بناتے ہیں جس طرح باکس براؤنی سے تیس کے دہاکے میں بنائی جاتی تھیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ اب فوٹوگرافی کی تمام ضروریات کیمرے ہی میں شامل ہوتی ہیں اور ہر قسم کی ضروریات کے لئے یہ کیمرے کام دے سکتے ہیں۔ جدید کیمرہ فوٹوگرافر کی اس بات میں مدد کرتا ہے کہ وہ جلد جلد اور زیادہ بہتر تصویریں حاصل کر سکے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ اصل، فن کار فوٹوگرافر ہے۔ یہ نہیں کہ آپ کے پاس بہت اچھا کیمرہ ہے اور آپ بہت اچھی تصویریں لیں گے جہاں تک جدید کیمروں کا تعلق ہے یہ بہترین فوٹوگرافر کو زیادہ بہتر بنا دیتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ اب کیمرے میں انتہائی آٹومیشن موجود ہوتی ہے۔

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون ۔ سین

پاکستان چین تعلقات

چین اور پاکستان کے تعلقات ہمیشہ اچھے رہے ہیں۔ اور وقت کے گذرنے کے ساتھ یہ تعلقات ہمیشہ پہلے سے زیادہ بہتر ہوتے رہے ہیں۔ گذشتہ روز چین کے چیف آف ائیر سٹاف جنرل وانگ ہائی نے پاکستان کے چیف آف ائیر سٹاف ائیر چیف مارشل فیروز خان کو ایک استقبالیہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ بات چین کے مفاد میں ہے کہ وہ پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر دیکھے۔ انہوں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ چین کو اس بات سے حوصلہ ملتا ہے کہ اس کے ہمسائے خاص طور پر دوست ہمسائے مثلاً پاکستان مضبوط ملک ہو۔ آخر مضبوط ملک ہی کسی کے کام آسکتا ہے۔

چیف آف ائیر سٹاف ائیر چیف مارشل فیروز خان چین اپنے ایک وفد کے ساتھ سرکاری دورے پر گئے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ کے ساتھ پاکستان کے سفیر مسٹر خالد محمود بھی موجود تھے۔ پیپلز لبریشن آرمی کے ایک دستے نے گارڈ آف آنر پیش کیا اور وانگ ہائی نے کہا کہ ہماری دوستی ہر موسم میں ایک جیسی رہی ہے اور ہم نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے کہ یہ دوستی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ چین کے لوگوں اور چین کی حکومت کے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ ہم دونوں آپس میں دوست ہیں اور کسی معاملے پر بھی کسی وقت بھی ہمارا اختلاف نہیں ہوا۔ ائیر چیف مارشل فاروق فیروز خان نے کہا کہ پاکستان اس بات کو نظر استحسان سے دیکھتا ہے کہ چین نے ہر مشکل وقت میں اس کی مدد کی ہے اور نہ صرف مشکل وقت میں بلکہ چین کی طرف سے ملنے والی مدد ہمیشہ ہمارے ساتھ رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ چونکہ پاکستان اور چین ایک دوسرے کے ہمسائے ہیں اس لئے ایک دوسرے کے ساتھ بہتر تعلقات سے انہیں خاص تسکین ملتی ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ دونوں کی ہوائی فورسز کا آپس میں اتفاق اور تعاون ہمیشہ جاری رہے گا۔ اور یہ تعاون زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے کو دیا جائے گا۔ چینی ہوائی فورس کے متعلق آپ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ جنرل وانگ ہائی کی قیادت میں اسے بہت ترقی حاصل ہو گی۔

ازبکستان میں امریکی سفارتخانے کا واقعہ

گذشتہ روز ایک امریکی سرکاری افسر نے بتایا کہ ایک شخص جس کے پاس پستول تھا اور جو پستول ہوا میں چلا رہا تھا وہ ازبکستان کے دارالخلافہ تاشقند کے امریکی سفارت خانے میں داخل ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں بند کر لیا لیکن کچھ عرصے کے بعد اس نے اپنے آپ کو مقامی پولیس کے حوالے کر دیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس شخص کا دماغی توازن درست نہیں ہے وہ پناہ مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مجھے یہ پناہ امریکہ میں ملنی چاہیئے اس نے کوشش کی کہ کوئی بھی سامنے آئے تو اسے پستول کی گولی سے ہلاک کر دے یا کچھ لوگوں کو اغوا کر لے۔ اگرچہ ایسا کرنے کے لئے اس کے پاس وقت تو خاصا تھا۔ لیکن اس نے کسی پر پستول بھی نہیں چلایا اور کسی کو اغوا بھی نہیں کیا۔ البتہ اس شخص نے یہ کہا کہ اسے سفارت خانے میں صبح کے وقت داخل ہونے کی اجازت دی گئی تھی اور یہ اجازت اس نے مقامی گارڈ سے حاصل کی تھی۔ اور جب وہ اندر داخل ہو گیا تو وہ بڑے دروازے کی طرف پستول چلاتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ کارندوں نے مین دروازہ بند کر دیا لیکن اس نے اسے مکے اور ٹھڈے مار مار کر اس کا ایک حصہ توڑ دیا اور اس طرح اپنے اندر داخل ہونے کے لئے راستہ بنا لیا جن لوگوں نے اسے دیکھا وہ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ نارمل حالت میں نہیں تھا۔ پولیس نے کچھ دیر کے بعد اس کمرے کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور جب اس شخص نے اس بات کی خواہش کی کہ مسلمانوں کے رہنما کو بلا دیا جائے تو اس کے تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اس کا نام عبدالستار نبرخ کھریا موف ہے۔ ۱۹۵۶ء میں وہ پیدا ہوا تھا۔ پہلے وہ پولیس میں بھی ملازمت کرتا رہا ہے۔ لیکن اسے پولیس کی ملازمت سے خارج کر دیا گیا تھا۔

سیاہ فام لوگوں کا قاتل

جنوبی افریقہ کی حکومت کو یہ پریشانی لاحق ہے کہ اخبارات نے باقاعدگی کے ساتھ اس کے خلاف یہ الزام لگانا شروع کر دیا ہے کہ اس کے کارندے جس سے مراد فوجی اور پولیس مین ہیں لوگوں کے قتل میں ملوث ہیں اور یہ بات صدر تک جاتی ہے۔ گذشتہ روز ایک اخبار نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ۱۹۸۵ء میں ماجیتو گونی وے کو بھی حکومت کے کارندوں نے قتل کیا تھا۔ اس شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا سیاسی قد نیلسن منڈیلا جتنا ہی ہے۔ ہفتہ وار "نیو نیشن" نے کہا کہ بریگیڈیئر جواب جرنیل بن گئے ہوئے ہیں۔ سی۔ پی۔ وان ڈرویس تھوزیاں جو اس وقت ملٹری انٹیلی جنس کے چیف آف سٹاف ہیں نے ذاتی طور پر گونی وے اور دو دیگر افراد کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اخبار نے ایک ایسی تحریر شائع کی ہے جو افریقانز میں لکھی گئی ہے اور دستی تحریر ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ان تینوں کو سوسائٹی سے فوری اور مکمل طور پر ہٹا لیا جائے۔ حکومت سمجھتی ہے یہ معاملہ خاصا سنجیدہ ہے۔ چنانچہ دو جج مقرر کر دیئے گئے ہیں جو سیہ فام لوگوں کے مختلف اوقات میں قتل کی تحقیقات کریں گے۔ اور کہا یہ گیا ہے کہ اس تحقیقات میں کسی قسم کی بھی تاخیر نہیں کی جائے گی۔ اور یہ کوشش کی جائے گی تاکہ سچائی اپنے پورے زور کے ساتھ سامنے آسکے۔ گونی وے کی بیوہ نے کہا کہ اسے اس بات کا یقین نہیں ہے کہ بہت بڑے افسروں کو ملوث کر کے سزا دی جاسکے گی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں سے یہ قتل کروائے گئے تھے۔ ان کو تلاش کیا جائے اور انہیں سزا دلوائی جائے۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ایسا نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اسطرح پولیس ہی پولیس کے خلاف تحقیقات کر رہی ہو گی۔ جس کے نتائج حسب منشا نہیں ہو سکتے۔

برطانیہ اور کابل

کچھ عرصہ انتظار کرنے کے بعد اور حالات کو دیکھتے ہوئے اب برطانوی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کابل میں مجددی کی حکومت کو ضروری امداد مہیا کی جائے۔ اگرچہ ابھی تک کابل میں برطانوی سفارت خانے کو دوبارہ کھولنے کے سلسلے میں تو کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے ایک تحقیقاتی مشن اگلے ماہ کابل پہنچے گا۔ اور جونہی اس کی طرف سے گرین لائٹ ملی برطانیہ کابل میں اپنا نیا سفارت خانہ کھول دے گا اس بات کا بھی امکان ہے کہ آغاز میں صرف دو یا تین افراد کو سفارت خانے کے سٹاف کے طور پر مقرر کیا جائے۔ جب تک کہ پوری طرح سفارتی تعلقات قائم نہیں ہو جاتے۔ یہ بات برطانیہ کی وزارت خارجہ نے کہی ہے۔ برطانوی وزیر اعظم نے پروفیسر صبغت اللہ مجددی کو مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے جو اس بات کا غماز ہے کہ برطانیہ اس بات سے خوش ہے کہ وہاں مجاہدین کی انتظامیہ نے کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ اس پیغام میں امداد کا وعدہ بھی شامل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجددی کو جو چیلنج درپیش ہیں ان سے نپٹنے کے لئے بھی برطانیہ ان کا ساتھ دے گا۔ برطانیہ کے وزیر اعظم نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہاں ایک وسیع البنیاد حکومت قائم ہو جائے گی اور وہ ایسی حکومت ہو گی جو افغانیوں کی اکثریت کو قابل قبول ہو گی۔

کابل کا ویزہ؟

بتایا گیا ہے کہ اسلام آباد میں افغانی سفارت خانے کے پاس کوئی ایسی واضح ہدایات موجود نہیں ہیں کہ افغانستان جانے والوں کو کس طرح ویزا جاری کیا جائے اگرچہ سرکاری طور پر ویزا حاصل کرنے کے لئے تو شائد کچھ وقت لگے گا لیکن کہا جاتا ہے کہ پشاور سے کئی لوگ نہایت آسانی کے ساتھ افغانستان میں داخل ہوئے اور یہ لوگ تورخم کے ذریعے افغانی سرزمین پر پہنچے ہیں۔ دونوں طرف ایسے لوگ موجود ہیں جو کسی خاص ویزے کے مطالبے پر زور نہیں دیتے۔ اگر کسی افغان مجاہد کی طرف سے ایک چٹ مل جائے تو اسے عارضی ویزا سمجھ کر افغانستان میں داخل ہونے دیا جاتا ہے۔

کمپیوٹر اور لائبریری

قومی اسمبلی کے سپیکر نے کہا ہے کہ حصول علم سماجی تبدیلیوں کے لئے سب سے زیادہ بنیادی بات ہے اور اسی کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ پارلیمنٹ کی لائبریری کے انچارج کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اسمبلی کے ممبروں کو حصول معلومات میں اس طرح مدد دے کہ انہیں تمام دنیا میں ہونے والے اہم واقعات سے باخبر رکھا جائے۔

باقی صلہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمود مجیب اصغر

محترم مولوی قمرالدین صاحب

گذشتہ دنوں محترم مولوی قمرالدین صاحب کی وفات کی خبر نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی گئی۔ آپ کے بارہ میں ایک دو مضامین بھی شائع ہوئے ان کے تسلسل میں کچھ عرض کرنا مطلوب ہے۔

آپ کے والد حضرت خیرالدین صاحب سیکھوانی (رفیق بانی جماعت احمدیہ) بیان کرتے ہیں۔

میرے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت صاحب (یعنی حضرت بانی جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کی ان پر سلامتی ہو) کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے فرمایا کشتہ فولاد دو ماہ حمل ہونے سے ایک رتی دودھ یا پانی کے ہمراہ شروع کرادیں اور بچے کے پیدا ہونے کے بعد دودھ چھڑانے تک یہ دوائی دیتے رہیں۔ خدا کے فضل سے اس دوائی کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو لڑکا دیا وہ قمرالدین ہے اور میرے بھائی امام الدین کو جو لڑکا دیا وہ جلال الدین ہے۔"

(تجلی قدرت مولفہ مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب)

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مولوی قمرالدین صاحب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دعاؤں کا ثمرہ تھے اور آپ کے چچا زاد بھائی جلال الدین شمس اور آپ دونوں کو مقبول خدمات دین و ملت کی توفیق ملی۔ مولوی قمرالدین صاحب کا یہ اعزاز قیامت تک امتیازی رہے گا کہ آپ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے پہلے صدر بنے اور وہیں سے اس ذیلی تنظیم نے بنیاد پکڑی اوپر والی روایت میں جس دوسرے لڑکے کا ذکر ہے وہ بھی نہایت قابل قدر ہستی کے طور پر احمدیت کے افق پر ابھرے اور انہیں حضرت فضل عمر (اللہ ان سے راضی ہو) کی طرف سے خالد کا خطاب ملا۔

اللہ تعالیٰ محترم مولوی قمرالدین صاحب کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی اولاد کو آپ کی نیکیاں زندہ رکھنے والا بنائے اے اللہ تو ایسا ہی کر۔

یاد رفتگان ——— عبداللطیف بنگوی

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ جڑانوالہ شہر مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک صبح چار بجے اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ موصی تھے۔ آپ کا جنازہ بذریعہ ٹرک ربوہ پہنچا۔ مغرب و عشاء کی نماز کے بعد نماز جنازہ مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے پڑھائی اور نو بجے رات بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر کی تیاری کے بعد مکرم چوہدری معین الدین احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ واہ کینٹ نے دعا کرائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۰ سال تھی۔ موصوف بڑے نیک، خدا ترس اور نافع الناس وجود تھے۔ سب سے محبت کا سلوک فرماتے حلیم الطبع تھے۔ ہمیشہ کوشش کرتے کہ لوگوں کے دکھوں میں کمی کی جائے

اپنے بڑے بھائی مکرم عطا محمد صاحب بنگوی (جو کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق تھے) کی وفات کے بعد ۱۹۷۴ء سے جڑانوالہ کے امیر چلے آرہے تھے۔ بطور سیکرٹری مال سالہا سال کام کیا۔ معاملہ فہم اس قدر تھے کہ بڑے سے بڑے مسائل آسانی سے نمٹا دیتے تھے۔

آپ ہومیوپیتھک کے ڈاکٹر تھے ساڑھے بارہ سال تک فضل عمر فری ڈسپنسری چلاتے رہے۔ ۱۹۷۴ء میں ڈسپنسری بند کرنا پڑی۔ اڑھائی سال بعد لوگوں کے پیہم اصرار پر اپنے گھر میں ہی مطب کھول لیا۔ غریب اور نادار لوگوں سے کوئی پیسہ نہیں لیتے تھے۔ اگر کسی کو مالی مشکلات میں پاتے تو کہہ دیتے پہلے دوائی استعمال کریں بعد میں دیکھا جائے گا۔ دوسرے شہر سے پہلی مرتبہ آنے والے اور رات گئے آنے والے مریض سے بھی کوئی پیسہ نہیں لیتے تھے۔ کہہ دیتے کہ اگر آرام محسوس ہوا تو خط لکھ دینا دوائی بھجوا دوں گا۔ الغرض آپ نے اپنی پریکٹس کو ذریعہ معاش نہیں بنایا بلکہ بنی نوع انسان کی خدمت کا ذریعہ بنایا۔

پندرہ روز سے ریڑھ کی ہڈی میں شدید درد محسوس کرتے تھے۔ دوائی کھانے سے افاقہ ہو جاتا۔ عید سے اگلے روز رات کے وقت سخت تکلیف تھی گیارہ بجے کسی نے آواز دی۔ چھوٹی بہن نے کہا کہ میں ان کو بتا دیتی ہوں کہ آپ کو سخت تکلیف ہے۔ کہنے لگے نہیں ایسا نہیں کرنا میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہوا ہے کہ رات کے وقت جو بھی مریض آئے اس کو ضرور اور بلا معاوضہ دیکھوں گا۔ چنانچہ گئے اور اس کو دوائی دی۔

ان کی وفات پر اپنوں کے ساتھ غیر بھی اسی طرح شریک غم ہیں جیسے ان کے حقیقی رشتہ دار ہیں۔ بعض نے تو یہ کہا کہ ہمیں تو ان کی دوائی کے علاوہ آرام نہیں آتا تھا اب ہم کیا کریں گے۔

حیّ و قیوم اور شافی خدا سے دعا ہے کہ ان کے مریض جو ان پر تکیہ کرتے تھے محض اپنے فضل سے ان کی شفا کے سامان پیدا فرمائے۔ لوگوں کی ضرورتوں کی خبر رکھتے اور بغیر کسی کو بتائے ان کی ضروریات پوری کرتے۔

کمر کے اوپر کے حصہ میں تکلیف زیادہ رہنے لگی تو بچوں کے اصرار پر لاہور جا کر میڈیکل چیک اپ کرانے پر آمادہ ہو گئے۔ کبھی کسی بچے پر بوجھ بننا پسند نہیں کیا اور ساتھ ہی اس بات کا احساس دلاتے رہتے کہ دیکھو میں نے تم سے کبھی مالی مطالبہ نہیں کیا تاکہ تم مالی مشکلات کی وجہ سے حصول رزق کے لئے کوئی غلط قدم نہ اٹھاؤ۔

کس نے کیا کہا

مجیب الرحمان شامی نے اپنے ایک کالم میں جو روزنامہ جنگ میں شائع ہوتا ہے کہا:۔

یہاں مارک ٹیلی سے ملاقات بھی ہو گئی۔

وہ اپنے ٹیپ ریکارڈر کا مائیک میز پر اس جگہ رکھنا چاہتے تھے جو میری کرسی کے سامنے تھی۔ میں نے احترام کے ساتھ ان کی خواہش کی تکمیل کردی۔ گفتگو شروع ہوئی تو کہنے لگے دو تین تین گھنٹے قطار میں کھڑا ہو کر روٹی خریدنی پڑتی ہے۔ نہ ٹیلیفون کام کر رہا ہے نہ ٹیلیکس۔ بس سٹلائٹ کے ذریعہ رپورٹ بھجواتا ہوں۔ ایک صحافی نے ان سے فون نمبر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس اسطرح کا سٹلائٹ ٹیلیفون نہیں ہے جس پر مجھ سے رابطہ کیا جا سکے۔ میرا رابطہ اپنے دفتر تک محدود ہے حالات سے وہ مطمئن بھی تھے اور غیر مطمئن بھی۔ ان کا خیال تھا کہ ابھی اونٹ کو کئی کروٹیں لینی ہیں۔

ایک اور غیر ملکی اخبار نویس نے ہنستے ہوئے کہا کہ مجددی صاحب کو اقتدار میں لانے کا نسخہ مغرب میں تجویز کیا گیا ہے۔ پاکستان کی وزارت خارجہ کو اسکی داد دینی چاہیئے کہ اسنے افغان مجاہدین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ایک "قبل از عبوری نظام" پیش کر دیا یوں چور دروازے سے پروفیسر مجددی کو لا بٹھایا گیا۔ اب یہ پاکستانی مارشل لا کی طرح اپنی عمر دراز کرتے جائیں گے۔ ۹۰ دن کے گیارہ سال بن سکتے ہیں تو ۶۰ دن کے ۹ سال کیوں نہیں بنیں گے۔ ایک پاکستانی دوست نے اس تاثر کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ مجاہد تنظیمات نے اپنے طور پر یہ فیصلہ کیا تھا مجددی صاحب افغان عبوری حکومت کے سربراہ رہے تھے۔ اسلئے ان کا لحاظ کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا گیا۔ نیا صدر نامزد ہو چکا ہے۔ وہ دو ماہ بعد خود بخود ان کی جگہ لے لیگا۔ اسلئے اس بدگمانی کی کوئی گنجائش نہیں۔ ان دو ماہ میں مجاہدین معاملات سے آگاہ ہو جائیں گے اور انکی گرفت مضبوط ہوتی جائے گی۔ ایک اور صاحب بولے یار تم عجیب لوگ ہو پوری دنیا میں اسلام کے نعرے لگاتے پھرتے ہو۔ لیکن تمہاری افغان وزارت خارجہ کے ڈیسک کے انچارج نے امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے افغان ڈیسک کی انچارج کے ساتھ شادی رچا رکھی ہے۔ کیا یہ رابطہ دنیا میں اسلام کی خدمت کرنے کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ اس کا جواب سننے سے پہلے ہی وہ صاحب دور جا چکے تھے۔ اور سچ پوچھئے تو اس کا جواب وہ پسینہ ہی تھا جو ان کے ماتھے پر آچکا تھا۔

"خبر"

ایک صاحب بولے کہ مجددی صاحب علماء سے فتویٰ حاصل کر کے انتخاب کے التوا کا اعلان کر دیں گے۔ اور اقتدار کو اپنی نگرانی میں اسلام کے ڈھانچے میں ڈھالنے کا کام کرتے رہیں گے۔ اس بات کا جواب تو آنیوالا وقت ہی دے سکتا تھا۔ دو ماہ گذرنے کے بعد ہی پتہ چلے گا کہ کس کے ذہن میں کیا ہے۔ کیا مجددی صاحب مجاہدین کی معصومیت اور ایک دوسرے کے لئے احترام کی پیداوار ہیں یا ان کے ذریعے کابل میں ایک چور دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ ان کا نام ہر طرف موجود ہے۔ لیکن افغان مجاہدین میں معاملات کو سنبھالنے اور اپنے ہاتھ میں لینے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔ یہی صلاحیت اس امید کو روشن رکھتی ہے کہ معاہدہ پشاور کے مطابق حالات آگے بڑھیں گے اور ناامیدیوں کو شکست دیں گے۔

گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لئے اس قدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا اور اس قدر دعا کرے جو حق ہے دعا کا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرمہ عائشہ خاتون صاحبہ بنت مکرم فیروز الدین صاحب امرتسری انسپکٹر تحریک جدید کا فضل عمر ہسپتال میں اپریشن ہو رہا ہے۔

○ مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد اللطیف صاحب کھرپہ ضلع سیالکوٹ کا معدے کا اپریشن ساحل ہسپتال فیصل آباد میں ہو گیا ہے۔ کمزوری بہت ہے۔

○ مکرم منصور احمد خان صاحب نت کانی ڈیرہ غازیخان کی بیٹی عزیزہ شہلا منصور حنا بعمر ۱۴ سال عرصہ تین سال سے بیمار ہے۔ سپیشلسٹ ڈاکٹروں نے رومیٹک فیور تشخیص کیا ہے۔ قریباً ایک ہفتہ قبل ٹائیفائیڈ کا حملہ ہوا ہے۔ علاج جاری ہے۔

○ مکرم میاں فضل الرحمٰن صاحب بسمل عرصہ دو ماہ سے بیمار ہیں اور طبی معائنہ کے لئے فضل عمر ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ ابھی تک مرض کی صحیح تشخیص نہیں ہو سکی۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

اعلان گمشدگی رسید بک

○ مجلس خدام الاحمدیہ چک ۳۳ ج ب فیصل آباد کی رسید بک نمبر ۵۱۹۲ گم ہو گئی ہے۔ مطلع کیا جاتا ہے کہ کوئی چندہ اس پر نہ ادا کیا جاوے۔ اگر یہ رسید بک کسی کو مل جائے۔ تو دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان ایوان محمود ربوہ کو بھجوا کر ممنون فرماویں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ پاکستان)

موجودہ پتہ جات درکار ہیں

○ نظارت مال خرچ کو مندرجہ ذیل احباب کے موجودہ پتہ جات درکار ہیں۔ اگر یہ خود پڑھیں یا کوئی اور دوست انہیں جانتے ہوں تو براہ کرم ان کے موجودہ ایڈریس سے نظارت مال خرچ ربوہ کو اطلاع دیں۔

۱:۔ مکرم اعجاز احمد صاحب ابن مکرم محمد سعید احمد صاحب جو کبھی ربوہ میں محلہ دار العلوم غربی میں رہتے تھے۔

۲:۔ مکرم نذیر احمد اشرف صاحب ابن مکرم کمال الدین صاحب سابق ایڈریس گوٹھ فتح دین باجوہ معرفت مکرم رحمت علی صاحب دوکاندار گمبٹ ڈاکخانہ خاص ضلع خیر پور سندھ۔

مکرم مبارک احمد صاحب ابن مکرم طالب حسین صاحب جو کبھی دار الصدر غربی الف ربوہ میں رہتے تھے۔

(نائب ناظر مال خرچ)

بقیہ: ص۴ سے آگے

فوٹوگرافر اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ اس نے کس وقت کس طرح کیمرے کو کلک کرنا ہے۔ کیونکہ میں خود ایک فوٹوگرافر ہوں اور میرا پس منظر سائنسی ہے۔ میں اس بات کو پوری طرح سمجھ سکتا ہوں اور اس کی داد دے سکتا ہوں کہ کیمرے میں تمام ضروریات پوری کرنے کے لئے اب سامان مہیا ہوتا ہے۔

درخشاں میمن نے پوچھا کہ کیا پاکستان میں ان کے پاس سب سے زیادہ کیمرے ہیں تو سلیمان طاہر نے بتایا کہ کیمرے اکٹھے کرنا میری ہابی ہے اور میرا کسی کے ساتھ مقابلہ نہیں ہے۔ اگرچہ میرا یہ شوق مسٹر۔ آئی۔ ایچ ثانی میرے دوست کا جواب اس دنیا میں موجود نہیں ہیں کا مرہون منت ہے۔ ان کے پاس ایک سو سے زیادہ کیمرے تھے۔ میری یہ خواہش ہے کہ میں کسی ایسے شخص سے ملوں اور اس سے کچھ سیکھوں جو میری اس ہابی میں شراکت کر سکتا ہو چاہے اس کے پاس کیمروں کی کوئی بھی تعداد ہو۔

درخشاں نے پوچھا کہ سلیمان طاہر نے کیمرے اکٹھے کیوں کئے اور وہ کہتی ہیں کہ میں نے یہ سوال اس لئے پوچھا کہ کچھ عرصے سے میرے دل میں یہ بات کھٹک رہی تھی تو انہوں نے جواب دیا کہ لوگ ٹکٹیں کیوں اکٹھی کرتے ہیں یا سکے کیوں اکٹھے کرتے ہیں۔ یا میچ بکس کیوں اکٹھے کرتے ہیں۔ میں فوٹوگرافی کے سامان پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہوں۔ وہ میری بہت سی ضروریات پوری کرتی ہیں اور میں ہر قسم کی تصویریں لیتا ہوں۔ مجھے اس بات کا شوق ہے کہ میں ان میکینیکل اور الیکٹریکل اور اوپٹیکل اعجاز نما چیزوں کو اپنے پاس رکھوں۔

یہ کیمرے اکٹھے کس طرح کرتے ہیں

یہ سوال بھی درخشاں نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص کیمرے اکٹھے نہیں کرتا اس کے لئے پرانے کیمرے کی کوئی قیمت نہیں (اسے استعمال نہیں کیا جا سکتا یا یہ بہت پرانا ہو گیا ہے یا اسے استعمال کرنا مشکل بات ہے) بعض واقعی ایسے ہیں جن سے تصویر لینا خاصا مشکل کام ہے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کی فلمیں اب نہیں مل سکتیں۔ میرے بہت سے دوست جو میری اس ہابی کے متعلق جانتے ہیں۔ وہ میرے لئے کیمرہ خریدنے کا ایک ذریعہ بن جاتے ہیں۔ میں نے کیمرے خریدے بھی ہیں اور مجھے کیمرے تحفے میں بھی ملے ہیں۔ بعض اوقات تو میں نے نئے کیمرے دے کر پرانے کیمرے لئے ہیں جو ان دوستوں کے استعمال میں آ سکتے ہیں۔ کیمروں کی اکثریت جو میرے پاس ہے وہ میں نے پاکستان ہی سے حاصل کی ہے اگرچہ بعض کیمرے میں نے اپنے بیرونی ملکوں سے سفروں کے دوران بھی حاصل کئے ہیں۔ پاکستان میں کیمرہ فروخت کرنے والے لوگ میرے ساتھ رابطہ پیدا کرتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے مواقع پر جب ان کے پاس کوئی غیر معمولی کیمرہ موجود ہو اور جہاں تک کیمروں کے متعلق مطالعہ کا سوال ہے میں ہر سال کے ہر دن اس کام میں مصروف رہتا ہوں۔

درخشاں کو اس بات کے معلوم کرنے کا شوق پیدا ہوا کہ کیا وہ کیمروں کی مرمت بھی کرتے ہیں کیونکہ ان کے اپنے بعض کیمرے مرمت کے قابل ہیں۔ سلیمان طاہر نے کہا کہ کیمرے انجینئر کے اعجاز کا کام ہے اور انجینئرنگ اور مکینک جو کیمروں میں کام آتے ہیں۔ ان کے متعلق معلوم کر کے خوشی ہوتی ہے۔ میں اپنے کیمروں کو خوب سمجھتا ہوں اور ان میں سے ہر کیمرے کا کردار الگ ہے۔ لیکن میں انہیں مرمت کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیا آپ اپنی کسی چیز کو مرمت کرتی ہیں۔ کیمرے بہت نازک مشینیں ہیں میں ان کی مرمت پیشہ ور مرمت کرنے والوں سے ہی کرواتا ہوں۔

درخشاں نے پوچھا کہ کیمروں کے متعلق سیمینارز کیوں نہیں منعقد کئے جاتے تاکہ جو لوگ شوق کے طور پر کیمرے استعمال کرتے ہیں۔ انہیں اس کی تکنیک سے آگاہ کیا جائے۔ تو سلیمان طاہر نے کہا کہ واقعی ایسا ہونا چاہیئے۔ اگرچہ اس کے لئے اچھے خاصے پلیٹ فارم کی ضرورت ہے۔ ایک کیمرہ کلب ہونی چاہیئے ہمارے پاس کراچی میں ایک عالمی فوٹوگرافی کلب ہے اور ہم اس کلب میں ایک دوسرے سے استفادہ کرتے ہیں جو کمپنیاں فلمیں بناتی ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اس بات کی طرف توجہ دیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو وہ اپنی تجارت کی ترقی کے بھی سامان پیدا کر سکتی ہیں۔ اس طرح ان کی شہرت ہو گی اور ان کا سامان زیادہ بکے گا۔ ہماری کلب شوقیہ فوٹو لینے والوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ ہم گاہے گاہے نمائش بھی لگاتے ہیں۔ ہم ہر ماہ اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو اپنے خیالات سے آگاہ کرتے ہیں۔

درخشاں نے پوچھا کہ کیا آپ پسند کریں گے کہ اپنے کیمروں کی ایک نمائش لگائیں تو انہوں نے بتایا کہ میرے کیمرے اور کیمروں کا ساز و سامان یونائیٹڈ سٹیٹس قنصلیٹ نے امریکن سنٹر میں نمائش میں رکھا تھا۔ یہ تین روزہ نمائش تھی اور اس میں صرف اور صرف میرے ہی کیمرے رکھے گئے تھے دراصل یہ تو فوٹوگرافی کی ۱۵۰ ویں سالگرہ کے موقعہ پر تقریب پیدا کی گئی تھی۔ اس وقت میں نے ۱۲۲ کیمرے اور ان کے ساتھ ان کا ساز و سامان نمائش کے لئے رکھا تھا۔ دو سو کیمروں کی نمائش اور ان کے ساتھ چار سو لینز اور دیگر ساز و سامان خاصا مشکل ہے۔ اس پر روپیہ بھی خاصا لگتا ہے اور اس سے نقصان کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ پھر نمائش لگاؤں گا۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ میرے پاس ایسا کرنے کے لئے وسائل موجود ہونے چاہئیں۔ میں دیگر حضرات کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ وہ میری دلچسپی میں شریک کار بنیں۔ اور اگر کیمرے اکٹھے نہیں کر سکتے تو وہ کم از کم تصویریں تو لیں میں چاہتا ہوں کہ جو بات مجھے پسند ہے اسے دوسرے بھی پسند کریں۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

یہ بات مسٹر گوہر ایوب خان نے اس وقت کہی جب پارلیمانی لائبریریوں کی ایشیاء پیسیفک تنظیم نے ایک چار روزہ اجلاس منعقد کیا۔ مسٹر گوہر ایوب نے کہا کہ جہاں تک کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا تعلق ہے اس نے لائبریریوں کی صدیوں کی حیثیت کو بدل کر رکھ دیا ہے کیونکہ اب بہت سی معلومات ڈسک میں محفوظ کی جا سکتی ہیں اور زیادہ بہتر اور سائنسی طریق پر استعمال کرنے کے مواقع حاصل ہو گئے ہیں۔ اس اجلاس میں آسٹریلیا۔ بنگلہ دیش۔ انڈونیشیا۔ جاپان۔ ریپبلک آف کوریا۔ پاپوا نیو گنی۔ سالومن جزائر۔ سری لنکا۔ تھائی لینڈ۔ ٹوالو۔ وینارڈو اور مغربی سموآ کے پارلیمانی لائبریرین حصہ لے رہے تھے۔

گوہر ایوب نے لائبریرین حضرات سے اپیل کی کہ وہ ایسے طریقوں کے متعلق تحقیقات کریں کہ اسمبلیوں کے اراکین کو دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں سے بلا تاخیر اور مکمل طور پر آگاہ کیا جا سکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ مجھے کسی اپوزیشن لیڈر سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں میں اپوزیشن کو "گورنمنٹ ان ویٹنگ" (مستقبل میں آنے والی ممکنہ حکومت) سمجھتا ہوں میں انتقامی کارروائی پر یقین نہیں رکھتا۔ صدر سے منسوب یہ باتیں ملک قاسم گروپ کے سیکرٹری جنرل کبیر علی واسطی نے ایک پریس کانفرنس میں بتائیں۔ انہوں نے کہا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اور وزیراعظم کی ملاقات کا کوئی فائدہ نہیں اپوزیشن لیڈروں کو صدر سے ملاقات کرنی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ صدر نے کہا ہے کہ اپوزیشن لیڈروں سے مذاکرات کے لئے میرے دروازے کھلے ہیں۔

○ اسلامائزیشن کمیشن نے بلاسود بنکاری پر رپورٹ تیار کر لی ہے اس کی ابتداء بڑے اداروں سے کی جائے گی۔

○ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے قومی اسمبلی کے اراکین نے وفاقی بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ دفاعی بجٹ گھٹائے بغیر اخراجات کم نہیں ہو سکتے۔

○ جماعت اسلامی کے پارلیمانی لیڈر لیاقت بلوچ نے صدر سے ملاقات کے بعد کہا ہے کہ انہیں صدر اسحاق نے یقین دلایا ہے کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بڑھا دیا جائے گا اور اس ضمن میں متعلقہ حکام کو جلد ہدایات جاری کر دی جائیں گی۔

○ وزیراعظم نے بتایا ہے کہ بلدیاتی اداروں کے قوانین میں تبدیلی کر کے اس کے سربراہوں کو تین سال تک تحریک عدم اعتماد سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا۔ اس وقت ان کے انتخاب کے بعد صرف تین ماہ کی مدت تک ان پر عدم اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ وزیراعظم نے کہا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ بلدیاتی ادارے ہر قسم کے دباؤ سے پاک ہو کر آزادانہ کام کر سکیں۔

○ چیچہ وطنی میں دو مذہبی تنظیموں میں تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا۔ دونوں تنظیموں نے مساجد میں اعلان کے ذریعے جدید اسلحہ کے ساتھ جلوس نکالے تاہم انتظامیہ کی مداخلت سے فساد ہونے سے بچ گیا۔

○ لاہور میں مال روڈ، میکلوڈ روڈ اور نسبت روڈ پر کئی گھنٹے بجٹ کے خلاف احتجاج کرنے والوں کی وجہ سے ٹریفک بند رہی۔

○ لاہور میں بجٹ کے خلاف سرکاری اداروں کے ملازم اور مزدور سڑکوں پر نکل آئے۔ جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے مظاہرین نے ننگے بدن سوکھی روٹیوں کے ہار گلے میں ڈال کر سینہ کوبی کی۔ بعض شخصیات کے پتلے جلائے گئے۔ پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز کے جلوس کی قیادت بشیر بختیار اور خورشید احمد نے کی۔ ریلوے ڈیزل شیڈ یونین ریلوے واشنگ لائن نے بھی جلوس نکالے۔ مزدوروں نے ۲۴ مئی کو بجٹ کے خلاف یوم سیاہ منانے کا اعلان کیا ہے۔

○ بھارتی فوج نے سماہنی سیکٹر میں پاکستان کے دیہات پر مسلسل فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھا۔ جس کی وجہ سے علاقے میں سکول بند کر دیئے گئے ہیں۔

○ بنگلہ دیش میں سمندری طوفان نے تباہی مچا دی۔ سینکڑوں افراد ہلاک و زخمی ہو گئے۔ ہزاروں مکان منہدم ہو گئے۔

○ ایران برمی پناہ گزینوں کے مسئلے پر بنگلہ دیش کی حمایت کرے گا۔

○ صدر قذافی نے پھر کہا ہے کہ لیبیا اپنے باشندے امریکہ کے حوالے نہیں کرے گا۔

○ عراق نے کویت کے ساتھ نئی سرحد کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے عراق نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ علاقے میں دھماکے کی بنیاد رکھ رہا ہے۔

○ تھائی لینڈ میں فوج نے مظاہرین پر فائرنگ کر کے ۲۰ افراد کو ہلاک کر دیا۔ ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر دی گئی ہے۔ بنکاک میں ہونے والے حزب اختلاف کے اس مظاہرے میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔

○ فلپائن کے سابق صدر مارکوس کی اہلیہ امیلڈا مارکوس نے صدارتی انتخاب ہارنے کے بعد سول نافرمانی کی تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے۔

○ فلپائن میں ایک گھنٹے میں دو بار زلزلہ آیا۔

○ برطانیہ میں ایشیائی باشندوں کی بڑی تعداد ایڈز کا شکار ہو رہی ہے۔

○ سابق نگران وزیراعظم مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے کہ وزیراعظم اور بے نظیر کی ملاقات کیسے ہو رہی ہے؟ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی انہوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ اگر صدر مملکت اور بے نظیر بھٹو کے درمیان کوئی غلط فہمی ہے تو وہ دور ہو جانی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسمبلی کے اندر سے حکومت بدلنی چاہی تو خزانوں کے منہ کھل جائیں گے۔

○ نوابزادہ نصر اللہ اور قاضی حسین احمد نے غلام مصطفےٰ جتوئی سے ملاقات کی اور حکومت کے خلاف رابطہ عوام مہم کے سلسلہ میں تبادلہ خیال کیا۔

○ افغانستان کے لیڈر حکمت یار کا مجاہدین کی کونسل سے بنیادی معاملات پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ احمد شاہ مسعود اور حکمت یار چند دن میں ایک اور ملاقات کر کے متحدہ سیکیورٹی فورسز کے قیام کا فیصلہ کریں گے۔ حکمت یار جلد ہی اپنے دستے اپنے زیر قبضہ علاقوں سے ہٹا کر کابینہ میں شامل ہو جائیں گے۔

○ پاکستان اور انگلستان کے درمیان پانچ ایک روزہ میچوں کی سیریز کا پہلا ون ڈے میچ ۲۰ مئی کو لارڈز میں ہو گا۔

ضروری اطلاع

عید ——— کی وجہ سے اسلام آباد دواخانہ کی تاریخوں میں تبدیلی کی گئی ہے۔ نئی تاریخیں ۱۰-۹-۸ ہیں۔ جو کہ صرف جون کے مہینہ کے لئے ہیں۔ اس کے بعد پھر پہلے والی تاریخیں ہوا کریں گی۔

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
مکان نمبر ۲۰۲۹ گلی نمبر ۱۱ سیکٹر ۲/۱-۹ اسلام آباد

بچوں، عورتوں اور مردوں کی پیچیدہ امراض کیلئے
دار العلاج رحمت بازار ربوہ
— تشریف لائیے —

خصوصی رعائت کے ساتھ
رسٹ واچ کوارٹز۔ ٹائم پیس۔ وال کلاک
انصاف واچ ہاؤس
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
اعلیٰ کوالٹی - معیاری ریپئرنگ - نعیم بشارت

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جدید ہومیوپیتھی

کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیوپیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے۔ محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ——— مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ، ہومیو) (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱